فن اسماء الرجال کی اہم مؤلفات صوری وتاریخی درجہ بندی

Abstract:

The first 'Hijra' century is deemed to be the preliminary phase of the evolution of Islamic Studies. In the first decade of this century, the Holy Prophet (peace and mercy to be upon him) fulfilled the divine and sacred obligation of the Educational, Moral and Spiritual uplift of the first group of his disciples. He (peace and mercy be upon him) gave them guidance in every walk of life. This vary group of 'Ummah' transmitted the sayings and directions of the Holy Prophet (peace and mercy be upon him0 from amalgamation and external influence, the 'Art of the principles of Hadith' The 'Art of the probity and scrutiny of "Hadith" and its narration' and the 'Art of the names and particulars of the narrators' were introduced in the said period. These 'Arts' and principles were used for examining the text of the sayings of the Holy Prophet (peace and mercy be upon him) as well as for probing into the life-history, family background, moral character, truthfulness, trustworthiness, reliability, genius and memory of the narrators. In fact, these principles and 'Arts' were far better than the 'information sciences' of the present world.

As stated by a famous German orientalist, Dr. Sprenger, the life conditions of those half a million individuals can be judged and examined y means of the 'Art of probity and scrutiny' who had ever concerned themselves with the narration or authentication of the sayings of the Holy Prophet (peace and mercy be upon him).

The "Art of the names and particulars of the narrators' can be categorized as follows:

1. Books regarding the identification of the companions of the Holy Prophet (peace and mercy be upon him)
2. Books regarding various classes of the narrators
3. Books regarding the common narrators
4. Books regarding the narrators of some particular books of 'Hadith'
5. Books regarding the trustworthy narrators
6. Books regarding the unreliable narrators
7. Books regarding the narrators belonging to particular countries/ cities.

فن اسماء الرجال کی اہم مؤلفات صوری وتاریخی درجہ بندی

ڈاکٹر عطاء الرحمٰن ☆

ڈاکٹر حافظ عبدالغفور ☆☆

پہلی صدی ہجری اسلامی علوم کے ارتقائی مراحل کا اولین مرحلہ ہے۔ اس صدی کے ابتدائی عشرہ میں نبی کریم ﷺ نے اپنی امت کے پہلے طبقہ کی تربیت، تزکیہ وتطہیر اور علمی وروحانی پرورش کا مقدس فریضہ سرانجام دیا اور زندگی کے مختلف شعبوں میں ان کو ہدایات دیں اور ان کی رہنمائی فرمائی۔ امت کے اس ابتدائی طبقے نے نبی کریم ﷺ کی ہدایات وفرامین کو تحریر اور زبان دونوں کو اگلے طبقے تک منتقل کیا۔ یہ سلسلہ دوسری صدی کے نصف اول تک جاری رہا۔ اسی دور میں نبی کریم ﷺ کی احادیث کو خلط ملط ہونے اور خارجی اثرات سے محفوظ کرنے کیلئے اصول حدیث، جرح وتعدیل اور اسماء الرجال کا علم معرض وجود میں آیا جس کے تحت نہ صرف حدیث کے متن کو جانچا اور پرکھا گیا بلکہ ان لوگوں کے حالات زندگی، خاندان ونسب، کردار وثقاہت، عدالت، راست بازی، قوت ادراک اور قوت حافظہ کی بھی ایسی چھان بین کی گئی کہ جدید دور کے اطلاعاتی علوم (Information Sciences) بھی اس کی نظیر پیش نہیں کر سکتیں۔

فن اسماء الرجال اور علم جرح وتعدیل کے ذریعے، جیسا کہ مشہور جرمن مستشرق ڈاکٹر سپرنگر (Sprenger) نے لکھا ہے، پانچ لاکھ ایسی شخصیتوں کے حالات معلوم کیے جا سکتے ہیں جن کا کسی بھی مرحلے میں حدیث کی روایت اور سند سے تعلق رہا ہو۔(۱) اسماء الرجال پر کیے گئے کام کو سات قسموں میں تقسیم کیا جاتا ہے:

۱۔ کتب معرفۃ صحابہ

۲۔ کتب طبقات

۳۔ عام رواۃ حدیث پر کتب

۴۔ مخصوص کتب حدیث کی رجال پر کتب

۵۔ کتب ثقات

۶۔ کتب ضعفاء

۷۔ کتب رواۃِ بلادِ مخصوصہ

۱۔ کتب معرفۃ صحابہ: تراجم صحابہ کرامؓ پر بہت سے علماء نے کتابیں لکھی ہیں۔ ان میں سے مندرجہ ذیل زیادہ مشہور کتب ہیں:

☆ اسسٹنٹ پروفیسر، ڈیپارٹمنٹ آف اسلامک سٹڈیز، یونیورسٹی آف مالاکنڈ، چکدرہ، دیر۔

☆☆ سابق ڈائریکٹر شیخ زاید اسلامک سینٹر پشاور یونیورسٹی۔

ا) الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب:

یہ ابوعمر یوسف بن عبداللہ بن محمد بن عبدالبر نمری قرطبی مالکی (المتوفی ۴۶۳ھ/۱۰۷۱ء) کی تصنیف ہے۔ مصنف نے یہ نام اس خیال سے رکھا ہے کہ اُنہوں نے اس کتاب میں ان تمام صحابہ کرامؓ کا احاطہ واستیعاب کرلیا ہے، جن کا ذکر کہیں آیا ہے۔ مگر حقیقت یہ ہے کہ مصنف سے بہت سے صحابہ کرامؓ کے تراجم چھوٹ گئے ہیں۔ کیونکہ اس کتاب میں صرف ۳۵۰۰ صحابہ کرامؓ کے تراجم ذکر ہیں۔ مصنف نے صحابہ کرامؓ کے نام اور تراجم حروف ہجاء کی ترتیب سے ذکر کئے ہیں۔ اسماء کو ذکر کرنے کے بعد جو حضرات کنیت سے مشہور ہیں ان کو ذکر کیا ہے۔ کنیتوں کو بھی حروف ہجاء کی ترتیب سے ذکر کیا گیا ہے۔ اس کے بعد صحابیات کا ذکر اور آخر میں صحابیات میں جو کنیت سے مشہور ہیں، کا ذکر کیا گیا ہے۔

ب) اسد الغابۃ فی معرفۃ الصحابۃ :

یہ مشہور مؤرخ عزالدین ابوالحسن علی بن محمد بن الاثیر (المتوفی ۶۳۰ھ/۱۲۳۳ء) کی تالیف ہے۔ مصنف نے اس کی جمع و ترتیب میں نہایت سعی اور کوشش کی ہے۔ تراجم کی ترتیب آپ نے معجم (یعنی الفبائی) کے مطابق رکھی ہے۔ اسم کے اول حرف سے لے کر آخری حرف تک بلکہ باپ دادا اور قبیلے کے نام تک اس ترتیب کا لحاظ رکھا گیا ہے۔ اس کے رموز مصنف نے اس طرح دیئے ہیں:

(د) لابن مندہ، ابوعبداللہ محمد بن یحییٰ (المتوفی ۳۰۱ھ/۹۱۳ء)

(ع) لأبی نعیم، احمد بن عبداللہ الاصفہانی (المتوفی ۴۳۰ھ/ ۱۰۳۸ء)

(ب) لابن عبدالبر، ابوعمر یوسف بن عبداللہ القرطبی (المتوفی ۴۶۳ھ/ ۱۰۷۰ء)

(س) لأبی موسیٰ محمد بن عمر المدینی (المتوفی ۵۸۱ھ/ ۱۱۸۵ء)

مصنف ہر شخص کے احوال ذکر کرنے سے قبل ان کا ذکر کرتا ہے اور سوانح حیات تحریر کرنے کے بعد دوبارہ ان مصنفین کے ناموں کو دہراتا ہے، جنہوں نے اسے ذکر کیا ہو۔ اس کتاب میں ۷۵۵۴ صحابہ کرامؓ کے تراجم کا تذکرہ ہے۔

ج) الاصابۃ فی تمیز الصحابۃ:

یہ حافظ شہاب الدین احمد بن علی العسقلانی (المتوفی ۸۵۲ھ/ ۱۴۴۸ء) (۶) کی تالیف ہے۔ یہ کتاب اپنے موضوع کے لحاظ سے نہایت جامع اور مشہور ہے۔ مصنف نے صحابہ کرامؓ کے تراجم کو ابنِ اثیرؒ کی ترتیب پر ذکر کیا ہے۔ یعنی پہلے صحابہ کرامؓ کو اسماء سے اور اس کے بعد جو حضرات کنیتوں سے مشہور ہیں، ذکر کئے ہیں۔ اس کے بعد صحابیات کا ذکر اور بعد میں جو صحابیات کنیتوں سے مشہور ہیں ذکر کیا ہے۔ البتہ اس مذکورہ ترتیب کے ساتھ آپ نے ایک اور نیا طریقہ اختیار کر کے کتاب کو چار قسموں میں تقسیم کیا ہے۔

فن اسماء الرجال کی درجہ بندی

قسم اول:

مصنف نے اس قسم میں اُن صحابہ کرامؓ کا ذکر کیا ہے۔ جن کی صحابیت کسی روایت یا اور کسی ذریعہ سے معلوم ہو سکی ہے۔

قسم دوم:

اس قسم میں اُن نو عمر صحابہ کرامؓ کا ذکر ہے جو اب تک عہد بلوغت کو نہیں پہنچے تھے کہ رسول اللہ ﷺ اس دارِ فانی سے رخصت ہو گئے۔

قسم سوم:

اِس میں مخضرمین کا ذکر ہے۔ یعنی وہ لوگ جنہوں نے عہد جاہلیت اور عہد اسلام دونوں زمانے پائے تھے۔ مگر کسی بھی ذریعہ سے ثابت نہ ہو کہ اُنہوں نے رسول اللہ ﷺ سے ملاقات کی تھی۔ یہ لوگ بالاتفاق صحابہ نہیں صحابہؓ کے زمانے کے لوگ ہیں۔ اِس لئے ان کا ذکر بھی کیا جاتا ہے۔

قسم چہارم:

متقدمین کی کتب میں غلطی سے یا شک یا وہم کی بناء پر جن لوگوں کو صحابہؓ کی فہرست میں ذکر کیا گیا تھا۔ اِس غلطی یا وہم یا شک سے آگاہی کے لئے ایسے لوگوں کو قسم چہارم میں ذکر کیا جاتا ہے۔(۷)

۲۔ کتب الطبقات: یہ وہ کتابیں ہیں جن کے مصنفین نے رجال کے مختلف طبقات قائم کئے ہیں اور ان کے حالات طبقۃً بعد طبقۃٍ اپنے عہد تک بیان کئے ہیں۔ اس طرز پر جو کتابیں لکھی گئی ہیں اُن میں مشہور حسب ذیل ہیں:

ا) الطبقات الکبریٰ:

یہ ابوعبداللہ محمد بن سعد بن منیع ہاشمی البصری (التوفی ۲۳۰ھ/ ۸۴۵ء)(۸) کی تصنیف ہے۔ طبقات آٹھ جلدوں پر مشتمل ایک علمی خزانہ ہے۔ اس کی اوّلین دو جلدیں سیرتِ نبویؐ پر مشتمل ہیں۔ اس کے بعد صحابہ کرامؓ کے تراجم طبقات کے لحاظ سے لکھے گئے ہیں، پھر تابعین اور ان کے بعد کے علماء کے حالات اپنے عہد تک لکھے گئے ہیں۔ یہ اپنے موضوع پر نہایت عمدہ اور بہترین کتاب ہے۔ تاریخ و رجال کے اہم و مستند مصادر میں سے ہے۔ اس کی آخری جلد صحابیاتؓ کے لئے مخصوص ہے۔(۹)

ب) تذکرۃ الحفّاظ:

یہ ابوعبداللہ محمد بن احمد بن عثمان الذہبی (التوفی ۷۴۸ھ/ ۱۳۴۷ء)(۱۰) کی تصنیف ہے۔ یہ صحابہ کرامؓ سے لے کر مؤلف کے دور تک کے حفاظِ حدیث کے تذکروں پر مشتمل ہے۔ حافظ ذہبی لکھتے ہیں:

ھذہ تذکرۃ باسماء معدّلی حملۃ العلم النبوی، ومن یرجع الی اجتھادھم فی التوثیق

والتضعیف، والتصحیح والتزییف۔(۱۱)

یہ حاملانِ علمِ نبویؐ کی عدالت بیان کرنے والوں کا تذکرہ ہے۔جن کے اجتہاد پر توثیق وتضعیف اور تصحیح وتزئیف (کھوٹ بیان کرنا) میں رجوع کیا جاتا ہے۔

حافظ ذہبی نے تمام کتاب میں اس اُصول کو ملحوظ رکھا ہے اور کسی ایسے شخص کا ترجمہ نہیں لکھا جو علم حدیث میں حافظ شمار نہ کیا جاتا ہو۔ چنانچہ خارجہ بن زید بن ثابت (التوفی ۹۹ھ/۷۱۷ء) اگرچہ فقہاء سبعہ میں شمار کئے جاتے ہیں ان کے متعلق لکھتے ہیں۔ **انہ کان قلیل الحدیث فلھذا لم اذکرہ فی الحفاظ** (۱۲) چونکہ وہ قلیل الحدیث تھے۔اس لئے میں نے ان کو حفاظِ حدیث میں شمار نہیں کیا۔اسی طرح ان لوگوں کا تذکرہ بھی اس کتاب میں نہیں کیا، جو اگرچہ حدیث کے حافظ تھے مگر محدثین کے نزدیک متروک الروایۃ خیال کئے جاتے تھے۔ چنانچہ محمد بن سائب کلبی (التوفی ۱۴۶ھ/۷۶۳ء) (۱۳) اور واقدی (التوفی ۲۰۷ھ/۸۲۲ء) (۱۴) وغیرہ کے حافظ حدیث ہونے کے باوجود متروک راوی ہونے کی وجہ سے ان کو حفاظ حدیث میں شمار نہیں کیا ہے۔

حافظ ذہبیؒ نے صحابہ کرامؓ سے لے کر اپنے دور تک کے حفاظ حدیث کے اکیس طبقات قائم کئے ہیں اور اس کتاب میں کل ۱۱۷۶ تراجم ذکر کئے ہیں۔ اِس کتاب کی اہمیت کے پیشِ نظر تین کبار علماء یعنی ابو المحاسن الحسینی (التوفی ۷۶۵ھ/۱۳۶۴ء)، حافظ تقی الدین بن فہد (متوفی ۸۷۱ھ/۱۴۶۶ء) اور حافظ جلال الدین سیوطی (التوفی ۹۱۱ھ/۱۵۰۵ء) نے اس پر ذیول لکھے۔(۱۵)

۳۔عام رواۃِ حدیث پر کتب:

یہ وہ کتابیں ہیں جو عام رواۃِ حدیث پر مشتمل ہیں۔یعنی مخصوص کتب کی رُواۃ یا صرف ثقات یا صرف ضعفاء پر مشتمل نہیں بلکہ عام رواۃِ حدیث کے تراجم اِس میں ذکر ہوتے ہیں۔ان میں سے مشہور حسب ذیل ہیں:

التاریخ الکبیر:

یہ اِمام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (التوفی ۲۵۶ھ/۸۶۹ء) (۱۶) کی شہرۂ آفاق تصنیف ہے۔ اِس کو مصنف نے حروف معجم کی ترتیب پر مرتب کیا ہے۔عہد صحابہ سے لے کر اپنے دور تک تقریباً چالیس ہزار رجال حدیث کے حالات لکھے ہیں۔جن میں مرد، خواتین، ثقہ اور ضعفاء سب شامل ہیں۔آپ نے راوی کے نام کے پہلے حروف سے شروع کیا ہے اور اسی طرح راوی کے باپ کے نام کو بھی پہلے حرف کے اعتبار سے لیا ہے۔تاہم صحابہ کرامؓ کے آباء کے آسماء میں یہ ترتیب ملحوظ نہیں رکھی ہے۔

جن راویوں کے ناموں میں ''محمد'' آتا ہے اُن کو پہلے ذکر کیا ہے۔

راویوں کے ترجمہ کے ساتھ ان کے بارے میں جرح وتعدیل بھی کرتے ہیں۔امام بخاری کی یہ تصنیف اس فن میں ایک مصدر اصلی ہے کیونکہ بعد میں جن علماء نے اس فن میں کتب لکھی ہیں سب نے اسی سے خوشہ چینی کی ہے۔

(ب) الجرح و التّعدیل:

یہ حافظ ابومحمد عبدالرحمٰن بن ابی حاتم الرازی (المتوفی ۳۲۷ھ/ ۹۳۸ء) (۱۸) کی تصنیف ہے۔ مصنف نے اس کتاب کو حروف تہجی کے مطابق مرتب کیا ہے۔ تاہم صحابہ کرامؓ کے نام پہلے لائے گئے ہیں۔

مصنف راوی، اس کے والد کا نام، اس کی نسبت، کنیت، مشہور شیوخ اور تلامذہ کو ذکر کرتے ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ راوی کا بلدِ سکونت اور اس میں قیام کا عرصہ بھی ذکر کرتے ہیں۔ راوی کے بارے میں جرح و تعدیل کا ذکر اکثر مختصراً کرتے ہیں۔ اور اس میں ائمہ فن کے اقوال کو ذکر کرنے کے ساتھ بالخصوص اپنے والد ابوحاتم رازیؒ اور حافظ ابوزرعہؒ رازی کے اقوال و آراء کو بکثرت نقل کیا ہے۔ پوری کتاب ۱۸۰۵۰ تراجم پر مشتمل ہے۔ ایک جلد میں کتاب کا مقدمہ ہے جس کا نام تقدمۃ المعرفۃ لکتاب الجرح والتعدیل ہے۔ اس میں علم جرح و تعدیل کی اہمیت اور ائمہ فن کے حالات لکھے گئے ہیں۔ اس کتاب سے علم حدیث کا کوئی طالب علم بے نیاز نہیں ہوسکتا۔

۴۔ مخصوص کتب حدیث کی رجال پر کتب:

رجالِ حدیث کی کتابوں میں کچھ کتابیں ایسی ہیں جو کہ مخصوص کتب حدیث کے رجال کی حالاتِ زندگی سے بحث کرتی ہیں۔ جن میں سے مشہور یہ ہیں:

(ا) الهدایة والارشاد فی معرفة اهل الثقة والسداد:

یہ ابونصر احمد بن محمد بن حسین الکلاباذی (المتوفی ۳۹۸ھ/ ۱۰۰۷ء) (۲۰) کی تصنیف ہے۔ اس کتاب میں مصنف نے ان لوگوں کا ذکر کیا ہے جن سے امام بخاری نے اپنی "صحیح" میں روایات کی تخریج کی ہے۔ (۲۱)

(ب) الجمع بین رجال الصحیحین:

یہ حافظ ابوالفضل محمد بن طاہر المقدسی المعروف بابن القیسرانی (المتوفی ۵۰۷ھ/۱۱۱۳ء) (۲۲) کی تالیف ہے۔ مصنف نے اس کتاب میں ابونصر الکلاباذی (المتوفی ۳۹۸ھ/ ۱۰۰۷ء) اور ابوبکر احمد بن علی الاصفہانی المعروف بابن منجویہ (متوفی ۴۳۸ھ/۱۰۴۶ء) کی کتابوں سے صحیحین کے رجال کو جمع کر دیا ہے۔ مصنف نے حروف معجم کی ترتیب پر اس کو مرتب کیا ہے۔ (۲۳)

(ج) رجال صحیح مسلم:

یہ ابوبکر احمد بن علی الاصفہانی المعروف بابن منجویہ (المتوفی ۴۳۸ھ/ ۱۰۳۶ء) (۲۴) کی تصنیف ہے۔ مصنف نے اس میں صحیح مسلم کے رجال کے حالات قلمبند کئے ہیں۔ (۲۵)

(د) الکمال فی أسماء الرجال:

یہ حافظ عبدالغنی بن عبدالواحد المقدسی الجماعیلی الحنبلی (متوفی ۶۰۰ھ/۱۲۰۳ء) (۲۶) کی تالیف ہے۔ اس میں مصنف نے صحاح ستہ کے رجال کے تراجم ذکر کئے ہیں۔ آپ نے نہایت درجہ تحقیق سے صحاح ستہ کے رجال کا احاطہ کیا ہے۔

آپ نے اپنی کتاب کی ابتداء نبی کریم ﷺ کے اسوہ حسنہ سے کیا ہے۔ جو کہ مختصراً آپ نے سیرت ابن ہشام سے لیا ہے۔ اس کے بعد آپ نے رواۃ کے احوال کے بارے میں ائمہ کے اقوال کے بیان کے لئے ایک علیٰحدہ فصل قائم کی ہے۔ جس کو آپ نے سند متصل کے ساتھ بیان کیا ہے۔ آپ نے باقی رواۃ سے صحابہ کرامؓ کے تراجم کو منفرد انداز میں ذکر کئے ہیں، چنانچہ ان کو کتاب کی ابتداء میں رکھا ہے اوران میں بھی عشرۃ مبشرۃ کا تذکرہ پہلے کیا ہے۔ اِسی طرح مرداورخواتین میں یہ فرق رکھا ہے کہ مرد پہلے ذکر کئے ہیں اور خواتین ان کے بعد۔ اس کے بعد باقی رواۃ کو معجم کے طریقے سے لائے ہیں، تاہم ان میں بھی جن ناموں میں ''محمد'' آیا ہے ان کو اس نام کے شرف کے پیشِ نظر پہلے ذکر کیا ہے۔ کسی راوی سے جب ان چھ کتب (صحاح ستہ) میں روایتیں منقول ہوں تو آپ اس کو ''روی له الجماعة'' کا رمز استعمال کرتے ہیں اور جب بخاری اور مسلم کا کسی راوی پر اتفاق ہو تو آپ اس کے لئے ''اتفقا علیه'' یا ''متفق علیه'' کا رمز استعمال کرتے ہیں۔ اور جب ان دونوں کے علاوہ کسی اور کتاب میں وارد ہوا ہو تو پھر اس کتاب کا نام لیتے ہیں۔ (۲۷)

(ر) تهذیب الکمال:

یہ حافظ جمال الدین ابوالحجاج یوسف بن عبدالرحمٰن المزّی (المتوفی ۷۴۲ھ/ ۱۳۴۱ء) (۲۸) کی تالیف ہے۔ یہ کتاب درحقیقت حافظ عبدالغنی المقدسی کی ''الکمال فی اسماء الرجال'' کی تہذیب وتصحیح ہے۔

حافظ مزی نے اس کتاب میں ایسے تراجم بھی ذکر کئے ہیں جو کتب ستہ کے تراجم کے ساتھ اسم یا طبقہ کے لحاظ سے مطابقت رکھتے ہیں، تا کہ کتب ستہ کے تراجم اور دیگر ہم نام تراجم کے مابین تمیز کیا جا سکے۔ آپ نے رواۃ کے تراجم میں راوی کے شیوخ اور تلامذہ کا تذکرہ بھی کیا ہے اور ہر راوی کی جرح یا تعدیل کی ہے۔ راوی کا سن ولادت اور وفات بھی ذکر کیا گیا ہے۔ جن کی وجہ سے تراجم خوب لمبے ہو گئے ہیں۔ ان سب تراجم کی ترتیب آپ نے معجم کے طریقے کے مطابق رکھی ہے۔ اصل کتاب ''الکمال'' کے مصنف کے برعکس حافظ مزی نے اپنی کتاب کی آخر میں چار اہم فصول قائم کئے ہیں۔ جن میں آپ نے (۱) ایسے رجال کا تذکرہ جو اپنے والد یا دادا یا چچا یا ماں وغیرہ کی نسبت سے مشہور ہوئے ہیں۔ جیسے ابن ابجر، ابن الاجلح، ابن اشوع، ابن جریج اور ابن علیہ وغیرہ۔ (۲) ایسے رجال جو کسی قبیلہ، شہر یا کوئی کارنامہ وغیرہ کی نسبت سے مشہور ہوئے ہوں۔ جیسے انباری، انصاری، اوزاعی، زہری، شافعی، عدنی، مقابری، صیرفی، فلاس وغیرہ۔ (۳) ایسے رجال جو کسی لقب وغیرہ کی وجہ سے مشہور ہوئے ہوں جیسے اعرج، اعمش، بندار، غندر، وغیرہ۔ (۴) ایسے مُبہم رجال جو غیر واضح ہوں۔ جیسے فلان عن ابیہ، یا عن جدہ، یا عن اُمہ، یا عن عمہ، یا عن خالہ، یا عن رجل، یا عن اِمرۃ وغیرہ۔ ان میں جن کے ناموں کے بارے میں آپ کو علم ہو جاتا ہے ان کا نام ذکر کرتے ہیں۔

اس کے رموز مصنف نے اس طرح رکھے ہیں: (ع) برائے صحاح ستہ، (۴) برائے اصحاب السنن الاربعہ، (خ) برائے صحیح بخاری، (م) برائے صحیح مسلم، (د) برائے ابی داؤد، (ت) برائے ترمذی، (س) برائے نسائی، (ق) برائے ابن ماجہ، (خت) برائے تعلیقات امام بخاری، (بخ) برائے الادب المفرد للامام بخاری، (ی) برائے جزء رفع الیدین للامام بخاری، (عخ) برائے خلق افعال العباد، (ذ) برائے جزء القرائۃ خلف الامام، (مق) برائے مقدمہ صحیح مسلم، (مد) برائے مراسیل امام ابوداؤد، (قد) برائے الرد علی اہل القدر، (خد) برائے الناسخ والمنسوخ، (ف) برائے کتاب التفرد، (صد) برائے فضائل انصار، (ل) برائے مسائل، (کن) برائے مسند مالک، (تم) برائے شمائل ترمذی، (سی) برائے عمل الیوم واللیلۃ للامام نسائی، (ص) برائے خصائص علی، (عس) برائے مسند علی، (فق) برائے کتاب التفسیر لابن ماجہ۔ (۲۹)

تذهيب التهذيب:

یہ حافظ ابوعبداللہ محمد بن احمد بن عثمان الذہبی (المتوفی ۷۴۸ھ/ ۱۳۴۷ء) کی تصنیف ہے۔ اس میں مصنف نے علامہ مزی کی تہذیب الکمال کا اختصار کیا ہے۔ حروف تہجی پر حافظ ذہبی نے اس کو مرتب کیا ہے۔

الكاشف عن رجال الكتب الستة:

یہ بھی حافظ ذہبیؒ کی تصنیف ہے۔ دراصل یہ تذهيب التهذيب کا اختصار ہے۔ اس میں صرف ان رواۃ کا تذکرہ ہے جن کی روایات کی تخریج صحاح ستہ میں کی گئی ہے۔ جن کتابوں میں ان راویوں سے روایت ہے، ان کے رموز بھی بتادیتے ہیں۔ رموز مصنف نے اس طرح رکھے ہیں: (خ) برائے بخاری، (م) برائے مسلم، (د) برائے ابوداؤد، (ت) برائے ترمذی، (س) برائے نسائی، (ق) برائے ابن ماجہ۔ اگر صحاح ستہ کسی راوی کے بارے میں متفق ہوں تو اس کو ''ع'' کی رمز سے ظاہر کرتے ہیں، جبکہ ''۴'' کی رمز اس حالت میں ہے جب مؤلفین سنن اربعہ کسی راوی کے بارے میں متفق ہوں۔ (۳۰)

تهذيب التهذيب:

یہ حافظ احمد بن علی المعروف بابن حجر العسقلانی (المتوفی ۸۵۲ھ/ ۱۴۴۸ء) کی تالیف ہے۔ یہ کتاب دراصل حافظ مزّی کی کتاب ''تہذیب الکمال'' کا اختصار اور تہذیب ہے۔ مصنف نے اس میں یہ منہج اپنایا ہے کہ تہذیب الکمال کے تمام رجال کو جوں کا توں رہنے دیا ہے۔ بلکہ جہاں جہاں ضرورت محسوس کی ہے ان کی تفصیل مزید بڑھائی ہے۔ کسی راوی کے مشہور احفظ اور معروف شیوخ بیان کرکے باقی شیوخ کو حذف کیا ہے۔ تاکہ بے جا طوالت سے بچا جاسکے۔ تاہم اگر کہیں کسی راوی کا ترجمہ مختصر ہے، تو آپ نے اس میں کچھ بھی حذف نہیں کیا ہے۔ اور اگر متوسط درجے کا ترجمہ ذکر ہوا ہے تو آپ نے شیوخ کے تذکرے کو مختصر کرکے لکھا ہے۔ جہاں جہاں حافظ مزی نے طویل احادیث بیان کئے ہیں۔ ان کو آپ نے حذف کیا ہے۔ آپ نے جرح وتعدیل میں اختصار سے کام لیا

ہے۔آپ نے کسی ترجمہ کے بارے میں جہاں کہیں اضافہ کیا ہے وہاں ''قلت'' کے لفظ سے شروع کیا ہے۔ یہ کتاب اہل نظر اور اہل تحقیق کے لئے ایک مایہ ناز سرمایہ ہے اور بہت سارے فوائد کی حامل ہے۔(۳۱)

تقریب التهذیب:

یہ بھی حافظ ابن حجر العسقلانی کی کتاب ہے۔ جو اُنہوں نے اپنی کتاب ''تہذیب التہذیب'' سے اختصار کیا ہے۔آپ راوی اور راوی کے باپ اور دادا کا نام ذکر کرتے ہیں۔اس کے ساتھ نسبت، کنیت اور لقب ذکر کرتے ہیں۔جن راویوں کے ناموں میں اشکال ہے ان کو حروف کے ساتھ منضبط کیا ہے۔آپ کسی راوی کے بارے میں جرح وتعدیل کے حکم کو مختصر عبارت میں بیان کرتے ہیں۔جیسے ''ثقہ''، ''ثبت، ''صدوق'' اور ''ضعیف'' وغیرہ۔آپ نے جرح وتعدیل کے لئے ۱۲ مراتب قائم کئے ہیں۔(۳۲)

خلاصه تذهیب تهذیب الکمال:

یہ حافظ صفی الدین احمد بن عبداللہ الخزرجی (المتوفی ۹۲۳ھ/ ۱۵۱۷ء) (۳۳) کی تالیف ہے۔ یہ حافظ ذہبیؒ کی کتاب تذہیب تہذیب الکمال کا خلاصہ ہے۔آپ نے اس کے مقدمہ میں لکھا ہے کہ یہ میں نے تذہیب تہذیب الکمال سے مختصر کر کے اسماء رجال کے موضوع پر ایک کتاب لکھی ہے۔میں نے اس میں مفید قسم کے فوائد کا اضافہ کیا ہے اور معتمد کتب سے اس میں تراجم وغیرہ مستند طریقے سے نقل کئے ہیں۔

اس کتاب کا منہج یہ ہے کہ مصنف نے راوی کے مشہور شیوخ اور تلامذہ ذکر کئے ہیں۔علماء جرح وتعدیل کے کلمات کو اُن کے الفاظ میں نقل کرتے ہیں۔زیادہ تر تراجم میں آپ راویوں کی احادیث کی تعداد بھی ذکر کرتے ہیں۔

مصنف نے اس کتاب کو دو قسموں میں تقسیم کیا ہے۔قسم اول مردوں کے تراجم کے لئے مخصوص ہے۔جبکہ قسم ثانی میں عورتوں کے تراجم ذکر ہیں۔

پہلے اسماء کو اور اس کے بعد کنیتوں کو علیحدہ علیحدہ ذکر کیا ہے اور آخر میں خاتمہ کو آٹھ فصلوں میں تقسیم کیا ہے۔

اس میں شک نہیں کہ مصنف نے اس تلخیص واختصار میں انتہائی کوشش سے کام لیا ہے۔تاہم اس سے بھی صرف نظر نہیں کیا جاسکتا کہ مصنف نے بہت سے تراجم میں جرح وتعدیل کو نظر انداز کیا ہے اور یہ اس کتاب کی قدر و قیمت میں واضح کمی ہے۔اسی طرح بہت سے تراجم میں تاریخ وفات کو ذکر نہیں کیا ہے۔

اس کے بالمقابل حافظ ذہبیؒ اور حافظ ابن حجرؒ کی تلخیصات میں یہ تشنگی نہیں۔(۳۴)

۵. کتُب ثقات:

اِس نوع کے بارے میں بکثرت حفاظ حدیث اور ناقدین نے کتابیں تصنیف کی ہیں۔ثقات سے متعلق مشہور کتب درج ذیل ہیں:

(ا) کتاب الثقات:

یہ حافظ ابوحاتم محمد بن حبان البستیؒ (المتوفی ۳۵۴ھ/ ۹۶۵ء) (۳۵) کی تصنیف ہے۔مصنف نے اس کتاب کوطبقات کے مطابق مرتب کیا ہے، جواس طرح ہیں:

پہلا طبقہ: صحابہ کرامؓ دوسرا طبقہ: تابعینؒ کرام

تیسرا طبقہ: اتباع تابعینؒ چوتھا طبقہ: تبع اتباع تابعینؒ

مصنف نے ہر طبقہ کے تحت تمام راویوں کے نام حروف ہجاء کے ترتیب سے رکھے ہیں۔

امام ابوحاتم نے بعض راویوں کوثقات میں شمار کیا ہے اور پھرانہی راویوں کواپنی کتاب ''الضعفاء والمجروحین'' میں ضعیف راوی ٹھہرایا ہے،ان کے اس شیوہ کواگر اجتہاد کی تبدیلی سے تعبیر نہ کیا جائے،تواس کوغفلت وسہو پرمحمول کریں گے۔

اس کتاب میں مصنف کا طریق کار یہ ہے کہ ہر اس راوی کا ذکر کرتے ہیں جس کے بارے میں کوئی جرح منقول نہیں اگر چہ وہ راوی مجہول ہواوراس کے بارے میں کچھ بھی معلوم نہ ہو۔عادل راوی کی تعریف کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ عادل راوی اس کو کہتے ہیں جس کے بارے میں کوئی جرح منقول نہ ہو۔جرح عدالت کی ضد ہے لہٰذا جس شخص کے بارے میں جرح منقول نہ ہوگی وہ عادل راوی ہوگا۔(۳۶)

(ب) تاریخ اسماء الثقات:

یہ عمر بن احمد بن شاہین (المتوفی ۳۸۵ھ/ ۹۹۵ء) (۳۷) کی تصنیف ہے۔اس کومصنف نے حروف معجم کی ترتیب پر مرتب کیا ہے۔تراجم میں راوی اوراس کے والد کے نام پر اکتفا کیا ہے۔ہرراوی کے بارے میں ائمہ جرح وتعدیل کے اقوال نقل کئے ہیں۔ بعض اوقات تراجم کے ساتھ راوی کے شیوخ اور تلامذہ کوذکر کرتے ہیں (۳۸)

۶. کتب ضعفاء:

اِس نوع پر مشتمل کتب کی تعداد زیادہ ہے۔جن میں سے مشہور یہ ہیں:

ا. الضعفاء الصغیر:

یہ امام محمد بن اسماعیل بخاری (المتوفی ۲۵۶ھ/۸۶۹ء) کی تصنیف ہے۔آپ نے اس کوحروف معجم کی ترتیب پر مرتب کیا ہے۔(۳۹)

ب. الضعفاء والمتروکین:

یہ حافظ ابوعبدالرحمٰن احمد بن شعیب بن علی نسائیؒ (المتوفی ۳۰۳ھ/ ۹۱۵ء) (۴۰) کی تالیف ہے۔اس کومصنف نے حروف

تہجی پر مرتب کیا ہے۔ امام نسائی نے اپنی کتاب میں بہت سے ثقات کو ضعیف کہہ دیا ہے۔ حتیٰ کہ ان میں امام ابو حنیفہ (التوفی ۱۵۰ھ/۷۶۷ء) کو بھی شمار کیا ہے۔ (۴۱)

ج. كتاب الضعفاء الكبير:

یہ ابو جعفر محمد بن عمرو العقیلی (التوفی ۳۲۳ھ/۹۳۴ء) (۴۲) کی تالیف ہے۔ مصنف نے حروف تہجی پر اس کو مرتب کیا ہے۔ ضعیف رواۃ کے علاوہ کذابین اور وضاعین کو بھی ذکر کیا ہے۔ (۴۳)

د. الكامل فی ضعفاء الرجال:

یہ حافظ ابو احمد عبداللہ بن محمد بن عدی الجرجانی (التوفی ۳۶۵ھ/ ۹۷۵ء) (۴۴) کی تصنیف ہے۔ مصنف نے اپنی کتاب میں ہر اس راوی کا ذکر کیا ہے جس پر کسی محدث نے کلام کیا ہے۔ خواہ وہ رجال صحیحین ہی کے کیوں نہ ہوں۔ اس لئے کسی ثقہ راوی پر ابن عدی کی جرح کو دیکھ کر فیصلے میں عجلت نہیں کرنی چاہئے۔ بلکے مزید تحقیق و تفتیش کرنی چاہئے۔ تاہم یہ اپنے موضوع پر جامع اور اہم کتاب قرار دی گئی ہے۔ علماء متاخرین نے بکثرت اس سے استفادہ کیا ہے۔ (۴۵)

ر. ميزان الاعتدال:

یہ حافظ ابو عبداللہ محمد بن احمد بن عثمان الذہبی (التوفی ۷۴۸ھ/۱۳۴۷ء) کی تصنیف ہے۔ آپ نے اس کتاب کو اپنی تصنیف ''المغنی فی الضعفاء'' کے بعد تصنیف کیا ہے۔ جس میں رواۃ کی اعداد و شمار اور عبارات کو ''المغنی'' میں دیئے گئے عبارات اور رواۃ کی تعداد سے زیادہ کر کے بیان کیا ہے۔ امام ذہبی نے اس کتاب میں درجہ ذیل نہج اختیار کیا ہے۔

راویوں کا تذکرہ حروف معجم کی ترتیب پر مرتب کیا ہے اور یہی طریقہ رواۃ کے آباء کے آسماء میں بھی اپنایا ہے۔

ثقہ راوی کے لئے ''صح'' کا رمز مقرر کیا ہے۔

جہاں کہیں بھی جب آپ کسی راوی کے بارے میں کہتے ہیں کہ ''ھو مجھول'' اور اس کے لئے کسی معین قائل کی سند نہیں لاتے تو وہ ابو حاتم کا قول ہوتا ہے۔ اور اگر کسی راوی کے بارے میں کہتے ہیں کہ ''فیہ جھالۃ او نکرۃ أو لا یعرف'' وغیرہ تو یہ امام ذہبیؒ کا اپنا قول ہوتا ہے۔ اسی طرح جب کسی کے بارے میں ثقہ، صالح، صدوق، لین وغیرہ کے الفاظ استعمال کرتے ہیں تو یہ بھی ان کے اپنے اقوال ہوتے ہیں۔

امام ذہبی نے اس کتاب میں کئی قسم کے رواۃ ذکر کئے ہیں:

۱۔ کذابین یعنی جھوٹے راوی

۲۔ الوضاعین المتعمدین۔ یعنی جان بوجھ کر حدیث وضع کرنے والے۔

۳۔ ایسے راوی جن کا کسی سے سماع ثابت نہ ہو۔مگر وہ ایسے کہتے ہوں کہ ہم نے اس حدیث کو فلاں فلاں سے سنا ہے۔

۴۔ ایسے راوی جن پر حدیث وضع کرنے یا جھوٹ وافتراء باندھنے کی تہمت ہو۔

۵۔ ایسے متروک راوی جن کی خطائیں کثرت سے ہوں۔جس کی وجہ سے ان کی احادیث متروک کی گئی ہوں اوران کی روایات پر اعتماد نہ رہا ہو۔

۶۔ ایسے حفاظ جن کی دینی حیثیت یا ان کی عدالت میں سبکی ہو۔

۷۔ ایسے حفاظ حدیث جن کے حفظ میں ہلکا پن ہو۔جس کی وجہ سے وہ اغلاط اوراوہام میں مبتلا ہوتے ہوں۔تاہم ان کی احادیث متروک نہیں ہوں گی بلکہ شواہد میں ان کوقبول کیا جائے گا۔البتہ حرام وحلال میں از راہِ حزم واحتیاط وہ قابل عمل نہیں ہوں گی۔

۸۔ ایسے رواۃ جن میں کچھ نہ کچھ کمزوری ہو۔جس کی وجہ سے وہ ثبت،ثقہ اور متقن راویوں کے درجے تک نہیں پہنچ پاتے۔

۹۔ ایسے بہت سے راوی جو مجہول ہوں اور جن کے بارے میں ابوحاتم الرازی نے جہالت کی مہر ثبت کی ہو یا اس کے علاوہ کسی ماہر فن نے ان کے بارے میں ''لا یعرف أو فیہ جھالة أو یجھل ''وغیرہ کے الفاظ کہے ہوں۔جن کی وجہ سے وہ مجہول اور غیر محتج کے درجے تک گر آتے ہیں۔

۱۰۔ ایسے ثقہ راوی جن میں بدعت کا فساد موجود ہو۔

امام ذہبیؒ کی یہ تصنیف اپنے موضوع کے لحاظ سے ایک مایہ ناز اور شہرہ آفاق کتاب ہے۔یہ ۱۰۹۰۷ تراجم پر مشتمل ہے۔(۴۶)

ز. لسان المیزان:

یہ حافظ احمد بن علی المعروف بابن حجر عسقلانی (المتوفی ۸۵۲ھ/ ۱۴۴۸ء) کی تصنیف ہے۔یہ کتاب امام ذہبی کی کتاب میزان الاعتدال کیلئے لسان ہے۔حافظ ابن حجرؒ نے رواۃ کے تراجم امام ذہبیؒ کی طرح معجم کے طریقے سے ترتیب دیئے ہیں۔پھر معروف قسم کے راویوں کا ذکر ان کی کنیتوں سے کیا ہے۔اس کے بعد آپ نے مُبہم راویوں کا تذکرہ کیا ہے۔اوران کو تین فصلوں میں تقسیم کیا ہے جو اس طرح ہیں:

۱۔ منسوب

۲۔ وہ راوی جو اپنے قبیلہ یا کسی صنعت سے مشہور ہوئے ہیں۔

۳۔ وہ راوی جو کسی اضافت سے مشہور ہیں۔

مصنف نے بہت سی جگہوں پر ابن عدی وغیرہ سے اختلاف بھی کیا ہے۔اوراپنی مستقل رائے کو بھی بیان کیا ہے۔(۴۷)

۷. کتب رجال بلادِ مخصوصه:

اِس نوع کی تصنیفات میں مؤلفین کسی خاص شہر یا علاقے کے علماءلغت وادب،راویان شعراور رجالِ علم وفکر کے احوال و

واقعات ذکر کرتے ہیں۔ وہاں کے اصل باشندوں اور باہر سے آنے والے علماء وفضلاء کے تراجم کے ضمن میں کافی مقدار میں ہمیں محدثین حضرات کے تذکرے ملتے ہیں۔ ان کے ثقہ اور غیر ثقہ ہونے سے آگاہی ہمیں ان تذکروں کی مدد سے ہوتی ہے۔ اِسی لئے یہ کتب بھی رواۃ کی معرفت میں خاصی اہمیت رکھتی ہیں۔ اس نوع کی کتب میں سے مشہور یہ ہیں:

ا. تاریخ واسط:

یہ ابوالحسن اسلم بن سہل الواسطی (التوفی ۲۸۸ھ/۹۰۱ء) (۴۸) کی تصنیف ہے۔ اسی میں مصنف نے واسط شہر کے مشہور اعیان کا ذکر کیا ہے۔ (۴۹)

ب. تاریخ بغداد:

یہ ابوبکر احمد بن علی بن ثابت بن احمد خطیب بغدادی (التوفی ۴۹۳ھ/۱۰۹۹ء) (۵۰) کی جلیل القدر اور نہایت مفید کتاب ہے۔ اِس کتاب میں مصنف نے بغداد کی شخصیات اور وہاں سے آنے والوں کا تذکرہ اور مختلف فوائد لکھے ہیں۔ اس کو مصنف نے حروف تہجی پر مرتب کیا ہے۔ یہ کتاب ۷۸۳۱ حضرات کے تذکروں پر مشتمل ہے۔ (۵۱)

ج. اخبارِ اصفہان:

یہ ابونعیم احمد بن عبداللہ الاصفہانی (التوفی ۴۳۰ھ/ ۱۰۳۸ء) (۵۲) کی تصنیف ہے۔ (۵۳)

د۔ تاریخِ دمشق:

یہ حافظ ابو القاسم علی بن حسین (ابن عساکر) دمشقی (التوفی ۵۷۱ھ/۱۱۷۵ء) (۵۴) کی جامع تصنیف ہے۔ یہ کتاب اسی (۸۰) سے زائد جلدوں میں تھی۔ (۵۵)

ر. تاریخ جرجان:

یہ ابوالقاسم حمزہ بن یوسف السہمی (التوفی ۴۲۷ھ/۱۰۳۵ء) (۵۶) کی تالیف ہے۔ (۵۷)

حواشی وحوالہ جات

۱۔ الاصابة فی تمیز الصحابه، ابن حجر، شهاب الدین احمد بن علی بن حجر (المتوفی ۸۵۲ھ/۱۴۴۸ء) مطبعہ مصطفیٰ مصر ۱۳۵۸ھ، مقدمہ، سپر نگر، ۲/۱۔

۲۔ سیر اعلام النبلاء، الذهبی، امام شمس الدین ابوعبداللہ محمد بن احمد بن عثمان (المتوفی ۷۴۸ھ/۱۳۴۷ء) مکتبہ موسسة الرسالة، بیروت طبع اول ۱۹۸۲ء، ۱۸۱/۱۱، وفیات الاعیان و انباء ابناء الزمان، ابن خلکان، ابوالعباس شمس الدین احمد بن محمد بن ابی بکر (المتوفی ۶۸۱ھ/۱۲۸۲ء) منشورات رضی قم ایران ۱۹۴۴ء، ۴۵۷/۲، شذرات الذهب فی اخبار من ذهب، ابن العماد، ابو الفلاح عبدالحی بن العماد الحنبلی (المتوفی ۱۰۸۹ھ/۱۶۷۸ء) دارالفکر بیروت طبع اول ۱۹۷۹ء، ۳۱۴/۳

۳۔ الاستیعاب کئی دفعہ طبع ہو چکی ہے۔ علی محمد البجاوی کی تحقیق سے مطبعہ نہضۃ مصر سے چار جلدوں میں طبع ہو کر شائع ہو چکی ہے۔

۴۔ طبعات الشافعیة الکبریٰ، السبکی، تاج الدین ابونصر عبدالوهاب بن علی بن عبدالکافی (المتوفی ۷۷۱ھ/۱۳۵۰ء) مطبعۃ عیسی البابی الحلبی قاهرہ ۱۹۶۴ء، ۱۲۷/۵؛ کشف الظنون عن اسامی الکتب و الفنون، حاجی خلیفہ، مصطفیٰ بن عبداللہ (المتوفی ۱۰۶۷ھ/۱۶۵۶ء) منشورات مکتبۃ المثنی، بغداد، ص ۸۲، ۹، ۱۷۹، ۵۷۱، ۱۳۸۰، ۱۴۱۰

۵۔ اسد الغابة فی معرفة الصحابه داراحیاء التراث العربی بیروت سے ۱۹۹۶ء میں طبع جدیدہ محققہ، عمدہ اور ملوّن طباعت کے ساتھ شائع ہو چکی ہے۔

۶۔ شذرات الذهب، ۲۵۲/۶؛ معجم المؤلفین، کحالہ، عمر رضا، داراحیاء التراث العربی بیروت، ۲۲۹/۷

۷۔ الاصابہ کئی دفعہ طبع ہو چکی ہے۔

۸۔ تاریخ بغداد، خطیب بغدادی، حافظ ابوبکر احمد بن علی (المتوفی ۴۶۳ھ/۱۰۷۰ء) مکتبۃ السعادۃ مصر ۱۹۹۸ء، ۳۳۱/۵-۳۳۲، الفهرست، ابن الندیم، ابوالفراج عمر بن ابی یعقوب اسحٰق (المتوفی ۴۳۸ھ/۱۰۴۶ء) راوی آفسٹ پرنٹنگ تہران ایران ۱۹۷۳ء، ۹۹/۱؛ الانساب، السمعانی، ابی سعد السمعانی، (المتوفی ۵۶۲ھ/۱۱۶۶ء) مطبعہ دارالمعارف العثمانیہ حیدرآباد دکن ہند ۱۹۶۶ء، ۴۷۰/۱۔

۹۔ الطبقات الکبریٰ سب سے پہلے لندن میں ۱۳ جلدوں میں طبع ہوئی، اب مصر و بیروت سے آٹھ جلدوں میں چھپ چکی ہے۔

۱۰۔ الطبقات الشافعیه للسبکی، ۲۱۶/۵؛ الدرر الکامنة، ابن حجر شهاب الدین احمد بن علی بن حجر العسقلانی (المتوفی ۸۵۲ھ/۱۴۴۸ء) دائرۃ المعارف العثمانیہ حیدرآباد دکن ہند ۱۳۳۰ھ، ۳۲۷/۳؛ النجوم الزاهرة فی ملوك المصر و القاهرة، ابن تغری بردی، جمال الدین ابوالمحاسن یوسف بن تغری (المتوفی ۸۷۴ھ/۱۴۶۹ء) وزارۃ الثقافة والارشاد القوی مصر ۱۳۸۳ھ، ۱۸۲/۱۰؛ البدر الطالع، الشوکانی، محمد بن علی بن محمد (المتوفی ۱۲۵۰ھ/۱۸۳۴ء) مطبعۃ السعادۃ مصر ۱۳۴۸ھ، ۱۱۰/۲-۱۱۲۔

۱۱۔ تذکرہ الحفاظ، الذهبی، شمس الدین محمد بن احمد بن عثمان (المتوفی ۷۴۸ھ/۱۳۴۷ء) دارالکتب العلمیة بیروت ۱۹۹۸ء، ۷/۱۱۔

۱۲۔ ایضاً ۷/۱

۱۳۔ میزان الاعتدال فی نقد الرجال، الذهبی، شمس الدین محمد بن احمد بن عثمان (المتوفی ۷۴۸ھ/۱۳۴۷ء) تحقیق علی محمد البجاوی، مکتبۃ الاثریہ سانگلہ ہل شیخوپورہ پاکستان، ۵۵۶/۳-۵۵۹۔

۱۴۔ ایضاً،۴/۶۶۲-۶۶۶۔

۱۵۔ یہ کتاب کئی دفعہ طبع ہو چکی ہے۔البتہ حسینیؒ، ابن فہدؒ اور سیوطیؒ ان تینوں حضرات کے ذیول کے ساتھ ''مجموعہ تذکرۃ الحفاظ'' کے نام سے محدث کوثری کی تصحیح و تعلیق کے ساتھ مطبع التوفیق سے ۱۳۴۷ھ میں شائع ہو چکی ہے۔

۱۶۔ سیر اعلام النبلاء،۸/۲۳۴؛الفہرست لابن الندیم،۱/۲۳۰؛تہذیب الاسماء و اللغات، اللنووی،ابوزکریا محی الدین بن شرف (المتوفی ۶۷۶ھ/۱۲۷۷ء) دارالکتب العلمیہ بیروت،۱/۶۷-۷۶؛ تہذیب التہذیب ،ابن حجر،احمد بن علی بن حجر العسقلانی (المتوفی ۸۵۲ھ/۱۴۴۸ء) داراحیاء التراث بیروت ۱۹۹۳ء،۹/۴۷-۵۵۔

۱۷۔ تاریخ کبیر دارالکتب العلمیہ بیروت سے ۱۹۷۷ء میں چھپ چکی ہے۔

۱۸۔ تذکرۃ الحفاظ،۳/۳۴-۳۶؛شذرات الذھب،۲/۳۰۸-۳۰۹؛طبقات الشافعیه للسبکی،۳/۳۶۴

۱۹۔ الجرح والتعدیل دائرہ المعارف حیدر آباد سے ۹ جلدوں میں ۱۳۷۳ھ میں طبع ہو کر شائع ہو چکی ہے۔

۲۰۔ سیر اعلام النبلاء،۱۱/۲۰-۲۱؛تذکرۃ الحفاظ،۳/۱۵۴-۱۵۵؛العبر فی خبر من غبر ،الذھبی،شمس الدین محمد بن احمد بن عثمان (المتوفی ۷۴۸ھ/۱۳۴۷ء) کویت ۱۳۸۰،۳/۶۷۔

۲۱۔ اس کا قلمی نسخہ دارالکتب المصر یہ قاہرہ میں موجود ہے۔فن آسماء الرجال ندوی،مولانا تقی الدین، سعید ایچ ایم کمپنی کراچی،ص ۸۸-۸۹

۲۲۔ العبر،۴/۱۴؛تذکرۃ الحفاظ،۴/۲۷؛لسان المیزان،ابن حجر شھاب الدین علی بن حجر العسقلانی (المتوفی ۸۵۲ھ/۱۴۴۸ء) دائرۃ المعارف النظامیۃ حیدر آباد دکن ھند ۱۳۳۰ھ،۵/۲۰۷

۲۳۔ دائرۃ المعارف العثمانیہ ہند سے یہ کتاب ۱۳۲۳ھ میں چھپ چکی ہے۔

۲۴۔ سیر اعلام النبلاء،۱۱/۹۶؛شذرات الذھب،۳/۲۳۳؛کشف الظنون،ص ۸۸

۲۵۔ اس کا قلمی نسخہ دارالکتب المصر یہ قاہرہ میں موجود ہے۔اصول التخریج ودراسۃ الاسانید،طحان،دکتور محمود طحان،مکتبۃ المعارف ریاض،ص ۱۵۶۔

۲۶۔ سیر اعلام النبلاء،۱۳/۱۰۱؛النجوم الزاھرہ،۶/۱۸۵-۱۸۶؛شذرات الذھب،۴/۳۴۵؛ حسن المحاضرہ،السیوطی،حافظ جلال الدین عبدالرحمٰن بن ابی بکر (المتوفی ۹۱۱ھ/۱۵۰۵ء) مکتبۃ السعادۃ مصر ۱۳۲۴ھ،۱/۲۰۰۔

۲۷۔ اس کتاب کا قلمی نسخہ درالکتب المصر یہ قاہرہ میں موجود ہے۔فن آسماء الرجال،ص ۹۱

۲۸۔ تذکرۃ الحفاظ،۴/۱۹۳؛الدرر الکامنۃ،۴/۲۸۲

۲۹۔ یہ کتاب موسسۃ الرسالۃ بیروت سے پہلی بار ۱۴۰۰ھ میں بشار عواد کی تحقیق کے ساتھ چھپ چکی ہے۔

۳۰۔ مدرسہ مظاہر العلوم سہارنپور کے کتب خانے میں ''الکاشف'' کا قلمی نسخہ موجود ہے۔محمد عوامہ کی تحقیق سے مکتبہ دار القبلہ سے ۱۹۹۲ء میں یہ چھپ چکی ہے۔

۳۱۔ یہ دائرۃ المعارف النظامیۃ حیدر آباد سے ۱۳۲۵ھ میں چھپ چکی ہے۔

۳۲۔ یہ متعدد بار قاہرہ سے چھپ چکی ہے۔

۳۳۔ معجم المؤلفین،۱/۲۸۸؛

۳۴۔ یہ کتاب مکتبۃ المطبوعات الاسلامیہ بیروت اور حلب سے عبدالفتاح ابوغدہ کے حاشیہ کے ساتھ طبع ہو چکی ہے۔

۳۵۔ سیر اعلام النبلاء،۱۰/۱۶۶؛طبقات الشافعیہ للسبکی،۲/۱۴۱؛النجوم الزاھرہ،۳/۳۴۲؛شذرات الذھب،۳/۱۶

۳۶۔ دائرۃ المعارف العثمانیہ حیدرآباد دکن سے یہ کتاب چھپ کر شائع ہو چکی ہے۔

۳۷۔ تذکرۃ الحفاظ،۳/۱۲۹؛العبر،۳/۲۹؛الرسالۃ المستطرفۃ،الکتانی محمد بن جعفر (المتوفی ۱۳۴۵ھ/ ۱۹۲۶ء) نور محمد کارخانہ کتب کراچی،ص ۳۸

۳۸۔ اس کا قلمی نسخہ مکتبۃ الجامع الکبیر صنعاء دمشق میں موجود ہے۔اصول التخریج ودراسۃ الاسانید،ص ۱۷۵

۳۹۔ یہ امام بخاریؒ کی التاریخ الصغیر کے ساتھ لکھنو سے ۱۳۲۵ھ میں چھپ چکی ہے۔نیز دارالواعی حلب سے ۱۳۹۶ھ میں محمود ابراہیم زائد کی تحقیق سے طبع ہو چکی ہے۔

۴۰۔ وفیات الاعیان،۱/۷۷؛تذکرۃ الحفاظ،۲/۱۹۴،سیر اعلام النبلاء،۱۴/۱۲۵؛شذرات الذھب،۲/۲۳۹۔

۴۱۔ یہ کتاب دارالقلم بیروت سے ۱۹۸۵ء میں عبدالعزیز السیروان کی تحقیق سے شائع ہو چکی ہے۔

۴۲۔ العبر،۲/۱۹۴؛سیر اعلام النبلاء،۱۵/۲۳۶-۲۳۹؛تذکرۃ الحفاظ،۳/۳۶

۴۳۔ یہ کتاب دکتور عبدالمعطی امین قلعجی کی تحقیق وتوثیق سے دارالکتب العلمیہ بیروت سے ۱۹۹۸ء میں چھپ چکی ہے۔

۴۴۔ العبر،۲/۳۳۷؛شذرات الذھب،۳/۵؛سیر اعلام النبلاء،۱۶/۱۵۴

۴۵۔ ۱۴۰۴ھ میں یہ دارالفکر بیروت سے آٹھ جلدوں میں چھپ چکی ہے۔

۴۶۔ یہ کئی دفعہ طبع ہو چکی ہے۔تاہم دارالمعرفہ بیروت سے ۱۳۸۲ھ میں علی محمد البجاوی کی تحقیق سے چار جلدوں میں نہایت عمدہ صورت میں شائع ہو چکی ہے۔

۴۷۔ لسان المیزان حیدرآباد دکن سے ۱۳۲۹ھ میں شائع ہوئی تھی اور اب بیروت سے نہایت ہی عمدہ اور دیدہ زیب شکل میں موسسۃ الاعلمی للمطبوعات بیروت سے شائع ہوئی ہے۔

۴۸۔ تذکرۃ الحفاظ،۲/۱۷۲؛میزان الاعتدال،۱/۲۱۱؛لسان المیزان،۱/۳۸۸؛شذرات الذھب،۲/۲۱۰

۴۹۔ یہ مطبعۃ المعارف بغداد سے کورکیس عواد کی تحقیق سے ۱۹۶۸ء میں چھپ چکی ہے۔

۵۰۔ العبر،۳/۲۵۳؛وفیات الاعیان،۱/۹۲-۹۳؛شذرات الذھب،۳/۳۱۱؛الرسالۃ المستطرفۃ،ص ۴۵

۵۱۔ مطبعۃ السعادۃ قاہرہ مصر سے ۱۳۴۹ھ میں چودہ جلدوں میں چھپ چکی ہے۔

۵۲۔ وفیات الاعیان،۱/۹۱،العبر،۱/۱۷۰،سیر اعلام النبلاء،۱۸/۴۵۳؛شذرات الذھب،۳/۲۴۵

۵۳۔ یہ حیدرآباد دکن سے ۱۹۳۱ء میں شائع ہو چکی ہے۔

۵۴۔ وفیات الاعیان،۳/۳۰۹طبقات الشافعیہ للسبکی،۷/۲۱۵،شذرات الذھب،۴/۲۳۹،تذکرۃ الحفاظ،۴/۱۰۸

۵۵۔ اس کی ۳۷ جلدیں قاہرہ کے مشہور کتب خانہ دارالکتب المصر یہ میں مخطوط موجود ہے۔دارالفکر بیروت سے ۱۴۱۵ھ میں محب الدین ابی سعید عمر بن غرامہ العمروی کی تحقیق سے طبع ہو چکی ہے۔

۵۶۔ تذکرۃ الحفاظ،۳/۱۹۳؛سیر اعلام النبلاء،۱۱/۱۰۳؛کشف الظنون،ص ۵۵،۲۸۱،۲۹۰

۵۷۔ یہ دائرۃ المعارف العثمانیہ ہند سے ۱۳۶۹ھ میں عبدالرحمٰن المعلمی کی تحقیق سے چھپ چکی ہے۔